© rasailojaraid.com

عبدالقادر مُلّا کو شہید کردیا جائے گا؟

سلیم منصور خالد

ظلم اور وہ بھی انصاف کے نام پر، ہمیشہ فسطائی اور ظالم قوتوں کا ہتھیار رہا ہے۔ جب ایسے ظلم کو میڈیا اور سامراجی قوتوں کی پشت پناہی حاصل ہو جائے تو پھر سوال اور جواب کی گنجایش کم ہی رہ جاتی ہے۔

ایسا ہی ظلم بنگلہ دیش میں ۶۵ سالہ عبدالقادر مُلّا، اسسٹنٹ سیکرٹری جنرل جماعت اسلامی کے ساتھ روا رکھا گیا ہے، جنھیں ۵ فروری ۲۰۱۳ء کو قانون کی من مانی تاویل کرتے، من پسند عدالت سجاتے اور دفاع کے جائز حق سے محروم رکھتے ہوئے عمر قید سنائی گئی۔ وہ اس ظلم پر اپیل کے لیے سپریم کورٹ گئے، مگر ساڑھے سات ماہ تک بنگلہ دیشی سپریم کورٹ نے عجیب و غریب تاریخ رقم کی۔ بنگلہ دیش کے معروف قانون دان محمد تاج الاسلام کے بقول: ''جنوبی ایشیا کی تاریخ میں ایسا پہلی بار ہوا ہے کہ ایک ٹرائل کورٹ کی طرف سے سنائی گئی سزا کو سپریم کورٹ نے بڑھا کر سزاے موت میں تبدیل کر دیا ہے''۔ مگر یہ تماشا ہوا ہے۔

عبدالقادر مُلّا کا جرم کیا ہے؟ یہی کہ جب ۱۹۷۱ء میں، دنیا بھر کی برادری میں ایک تسلیم شدہ ملک پاکستان کے مشرقی حصّے میں ہندستانی فوج کی زیرنگرانی تربیت یافتہ دہشت گردوں کی مسلح کارروائیوں نے زور پکڑا، تب ملک توڑنے، بھارتی افواج کا ساتھ دینے، پُرامن شہریوں کو قتل کرنے اور قومی اِملاک کو تباہ کرنے والی مکتی باہنی کے مقابلے میں مسلح طور پر نہیں، بلکہ محض تبلیغ اور افہام و تفہیم کے ذریعے پُرامن رہنے اور شہری زندگی کو بحال کرنے کی جدوجہد میں عبدالقادر نے اپنی بساط کے مطابق کھلے عام رابطہ عوام مہم چلائی۔ اُس وقت وہ ایم اے کے طالب علم تھے۔ ان کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہی 'جرم' آج ۴۲ سال بعد 'جنگی جرم' بلکہ 'انسانیت کے خلاف جرم' بنا دیا گیا۔ عوامی لیگ نے اپنی گرتی ہوئی سیاسی ساکھ کو سہارا دینے، ہندو آبادی کو خوش کرنے اور بھارت نواز سیکولر قوتوں سے تعاون لینے کی غرض سے اس مقدمے بازی کا ڈراما رچایا۔

جوں ہی عبدالقادر مُلّا کو جنگی جرائم کی نام نہاد عدالت نے سزاے عمر قید سنائی، حسینہ واجد سپریم کورٹ میں گئیں اور کہا: ''عبدالقادر کو عمر قید کے بجاے سزاے موت دی جائے''۔ اور سیکولر لابی کے وہ کارکن جو سزاے موت کو ویسے ہی ختم کرنے کا علَم تھامے نظر آتے ہیں، وہ بھارتی سرکاری پشت پناہی (یہ الزام نہیں بلکہ اس بات کی گواہی بھارت کے معتبر اخبارات بھی پیش کرچکے ہیں) میں ''عمر قید نہیں، سزاے موت چاہیے'' کے نعرے بلند کرتے ہوئے سڑکوں پر آ گئے۔ سڑکوں پر کیا آئے، خود حکومت کے اہل کاروں نے، عوامی لیگ کے عہدے داروں اور کابینہ میں بیٹھے وزیروں نے، اداکاروں اور گلوکاروں نے، پولیس کی حفاظت میں، اس مہم میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ پکنک کا ماحول پیدا کرنے کے لیے شاہ باغ چوک کو سرکس کا گڑھ بنایا گیا، اور آخرکار ۱۸ستمبر ۲۰۱۳ء کو اپنی 'روشن دماغ' عدلیہ سے یہ فیصلہ لے لیا کہ ''عبدالقادر مُلّا کو سزاے موت دی جائے''۔

برطانوی دارالامرا کے رکن لارڈ الیگزنڈر چارلس کارلائل نے ۲۰ستمبر ۲۰۱۳ء کو مسٹر ا یچ ای ناوی پلے، ہائی کمشنر اقوام متحدہ براے انسانی حقوق، سوئٹزرلینڈ کے نام خط میں تحریر کیا:

> میں نے برطانیہ کے کُل جماعتی گروپ براے انسانی حقوق کے رکن کی حیثیت سے ۷جون ۲۰۱۳ء کو آپ کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرائی تھی کہ بنگلہ دیش میں انسانی حقوق کی صورتِ حال سخت ابتر ہے، اور یہ حالات روز بروز بدترین شکل اختیار کرتے جارہے ہیں۔ اس ضمن میں خاص طور پر عرض کیا تھا کہ اس المیے کا سب سے بڑا محرک وہاں پر انٹرنیشنل کرائمز ٹریبونل کا قیام اور اس کی کارروائی ہے۔
>
> مجھے ذاتی طور پر آپ کے اس طرزِعمل پر حیرت ہوئی کہ آپ نے گذشتہ دنوں جنیوا میں خطاب کرتے ہوئے انسانی حقوق کی بے حُرمتی کے مراکز کے طور پر شام، مصر اور عراق کا نام تو لیا، مگر عجیب بات ہے کہ انسانی حقوق کی ان قتل گاہوں میں آپ نے بنگلہ دیش کا نام نہیں لیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

[بنگلہ دیش کے] عام انتخابات سے صرف چند ماہ پیش تر، یہاں کی حکومت اپنے سیاسی مخالفین کو ہراساں کرنے اور گرفتاریوں کی یلغار کرنے کے لیے پورا زور لگا رہی ہے۔ جسے بڑھاوا دینے کے لیے اس حکومت کے قائم کردہ کرائمز ٹریبونل کے جانب دار اور سیاسی طور پر متحرک ججوں نے اپنے کھیل سے، بنگلہ دیشی معاشرے کو بدامنی کی آگ میں دھکیلنے کا پورا بندوبست کر رکھا ہے۔ صفائی کے گواہوں کا اغوا اور دیگر غیر مہذب اقدامات نے عدالتی کارروائی جیسے جائز اور مقدس عمل کو تباہی سے دوچار کرا دیا ہے۔

جیسا کہ میں نے اپنے جون کے خط میں آپ کو لکھا تھا کہ 'جرائم کے خلاف عالمی انصاف' کو لازماً جرائم کے خلاف محض قومی سطح پر دائرۂ سماعت میں نہیں آنا چاہیے، بلکہ اس کے ساتھ لازمی طور پر عالمی سطح پر انسانی حقوق کے معیارِ انصاف اور کارروائی کے عالمی معیار اور شفافیت کے مسلّمہ اصولوں پر بھی پورا اُترنا چاہیے۔ اس ضمن میں کسی بھی کم تر معیار کو اپنانے کا مطلب عدل و امن کے مجموعی ہدف کو ضائع کرنے کے ہم معنی ہوگا۔

تاہم، اس ہفتے عبدالقادر مُلّا کے مقدمے میں بنگلہ دیش سپریم کورٹ کے فیصلے نے سخت پریشانی سے دوچار کیا ہے، جس میں سپریم کورٹ نے گذشتہ عرصے میں دائر کی گئی درخواست پر ایک قدم آگے بڑھ کر عمر قید کو سزاے موت میں تبدیل کر دیا ہے اور اپیل کا حق بھی سلب کرلیا گیا ہے۔

بنگلہ دیشی حکومت نے اقوام متحدہ کے گروپ براے 'من مانی نظربندی' کی گذشتہ برس کی اس رپورٹ کو مکمل طور پر نظرانداز کر دیا ہے، جس میں یہ بات واضح کی تھی کہ وہاں پر عالمی انصاف کی دھجیاں بکھیری جارہی ہیں اور اب اس فیصلے نے پیش قدمی کرتے ہوئے اس سزا یافتہ قیدی کے نظرثانی کے حق اپیل کو سلب کر کے بین الاقوامی ضوابط کو روند ڈالا ہے، جس کی مذمت کرنا لازم ہے۔

میں عبدالقادر مُلّا کے اس فیصلے کے بارے میں ہیومن رائٹس واچ (HRW) کے اس تجزیے کی پُرزور تائید کرتا ہوں کہ:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

Bangladesh: Death Sentence Violates Fair Trial Standards, 18th September (بنگلہ دیش میں ۱۸ستمبر کو سزاے موت کا فیصلہ مقدمات کے منصفانہ معیار کی خلاف ورزی ہے)۔

انھوں نے بجا طور پر اس معاملے کی نشان دہی کی ہے کہ [بنگلہ دیش حکومت کی جانب سے زیرسماعت مقدمات کے بارے] بعداز وقت قوانین کی تبدیلی، مقدمے کی شفاف کارروائی کے بین الاقوامی قانونی نظریے کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔

[امریکی] وزیرخارجہ جان کیری کی جانب سے وزیراعظم حسینہ واجد اور ان کی مدّمقابل خالدہ ضیا کو بات چیت کے ذریعے معاملات کا حل نکالنے کی دعوت خوش آیند ہے۔

تاہم، پاے دار امن کے لیے ضروری ہے کہ 'انٹرنیشنل کرائمز ٹریبونل' کو لازماً بین الاقوامی نگرانی میں اپنی کارروائی کرنی چاہیے۔

لارڈ الیگزنڈر کارلائل، نہ پاکستانی ہیں اور نہ جماعت اسلامی کے رکن اور کارکن وغیرہ، بلکہ وہ ایک پارلیمنٹیرین، مذہباً غیرمسلم اور پیشے کے اعتبار سے قانون دان ہیں۔ انھوں نے اس مقدمے کو خالصتاً قانونی، انسانی اور اخلاقی بنیادوں پر دیکھا تو چیخ اُٹھے کہ: ''یہ کیا ظلم ہورہا ہے؟'' سوال پیدا ہوتا ہے کہ خود ہمارے ہاں کے انسانی حقوق کے علَم برداروں کی حسِ انصاف کو کیا ہوا، اور خود ہمارے حکمرانوں اور مقتدر طبقوں کی قومی حمیت کو کیوں گھن لگ گیا ہے؟

عبدالقادر مُلّا ۱۴/اگست ۱۹۴۸ء کو ضلع فریدپور (مشرقی پاکستان حال بنگلہ دیش) کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۸ء میں راجندر کالج، فریدپور سے گریجویشن کے بعد ڈھاکہ یونی ورسٹی میں ایم اے میں داخلہ لیا۔ اسی دوران یونی ورسٹی کے ایک ہاسٹل میں اسلامی جمعیت طلبہ کے ناظم منتخب ہوئے۔ وہ ۱۶دسمبر ۱۹۷۱ء سقوطِ مشرقی پاکستان کے بعد کبھی اپنے ملک سے باہر نہیں گئے۔ اسی معاشرے میں کھلے عام رہے اور عملی زندگی میں بطور صحافی خدمات انجام دیں۔ معروف اخبار روزنامہ سنگرام ڈھاکہ کے ایگزیکٹو ایڈیٹر، اور بنگلہ دیش نیشنل پریس کلب کے رکن منتخب ہوئے۔

۵فروری کو جب نام نہاد عدالت نے عبدالقادر کو ڈیڑھ گھنٹے پر محیط وقت میں مقدمے کا فیصلہ سنایا تو اس روز بی بی سی لندن کے نمایندے کے مطابق: ''عبدالقادر نے بلند آواز میں 'اللہ اکبر'

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا نعرہ بلند کیا اور ججوں کو مخاطب کر کے کہا: ''ایسا غیر منصفانہ فیصلہ کرنے پر تمھیں کوئی اچھے نام سے یاد نہیں کرے گا''۔ اور ان کے وکیل بیرسٹر عبدالرزاق نے کہا: ''یہ عدالت کے رُوپ میں ایک شکاری چڑیل ہے''۔ تاہم، جب باہر نکلے تو برطانوی اخبار دی انڈی پنڈنٹ کے نمایندے فلپ ہشز کے بقول: ''عبدالقادر مُلّا، عدالت کے فیصلے پر واضح طور پر خوش نظر آرہے تھے، اور انھوں نے عدالت سے نکلتے وقت فتح کا نشان بلند کیا''۔ (۱۹ فروری ۲۰۱۳ء)

جیسا کہ بتایا جاچکا ہے کہ ان کی عمر قید پر بھارت نواز لابی اور بنگالی قوم پرست سیکولر لابی نے 'سزاے موت دو' مہم چلانا شروع کر دی اور آخر کار ۱۷ ستمبر کو سزاے موت کا فیصلہ لے لیا۔ ۲۰ ستمبر کو عبدالقادر مُلّا کے بیٹے نے جیل میں ان سے ملاقات کے بعد بتایا کہ: ''میرے ابا نے کہا ہے، بیٹا! میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ لڑکپن سے جس موت کی دعا مانگا کرتا تھا، اللہ کی خوش نودی سے وہ موت میرے سامنے ہے۔ اس پر غم نہ کرو، بلکہ اس کی قبولیت کے لیے رب کریم سے دعا مانگو''۔ آج صورت یہ ہے کہ بنگلہ دیش میں یہ خبر ہر خاص و عام میں گرم ہے کہ: ''عوامی لیگ کم از کم عبدالقادر مُلّا کو تو سب سے پہلے سزاے موت ضرور دے گی''___ مگر کیوں؟ جواب بڑا واضح ہے کہ ملک میں بدامنی کا ایک ایسا دور شروع ہوجائے کہ عوامی لیگ کی حکومت جو اگلے ماہ اپنی مدت ختم کررہی ہے وہ براہِ راست راے دہندگان سے بچ جائے اور وہاں کی عدلیہ، فوج اور ٹیکنوکریٹ کا ایک عبوری دورِ حکومت ان انتقامی کارروائیوں کو جاری رکھ سکے۔

جماعت اسلامی کے خلاف مقدمات کے فیصلے تو اُوپر تلے آہی رہے ہیں، اور اب ۲۲ ستمبر کو اسی کرائمز ٹریبونل نے بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی کے ایک بزرگ رہنما عبدالعلیم کے خلاف بھی '۱۹۷۱ء میں انسانیت کے خلاف جرائم' کی سماعت مکمل کرلی ہے اور کسی بھی وقت یہ فیصلے کا اعلان کرسکتی ہے۔ یاد رہے، عبدالعلیم، بنگلہ دیش کے مرحوم صدر ضیاالرحمٰن کی کابینہ میں وزیر رہ چکے ہیں۔

۲۱ ستمبر کو حسینہ واجد نے معروف صحافی ڈیوڈ فراسٹ (الجزیرہ ٹی وی) کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ: ''خالدہ ضیا کی بی این پی سے ہمارا نظریاتی اختلاف ہے، اس لیے ہم کبھی آپس میں نہیں مل سکتے''۔ یہ نظریاتی اختلاف تین دائروں میں دیکھا جاسکتا ہے: ● بی این پی، بنگلہ دیش کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دستور میں اسلامی شقوں کو لانے اور ان کا تحفظ کرنے والی پارٹی ہے، جب کہ عوامی لیگ نے آتے ہی ان دستوری شقوں اور قوانین کو ختم کر دیا ہے۔ ● بی این پی، بنگلہ دیشی قومیت کی علَم بردار ہے (جس کا مطلب دو قومی نظریہ ہے)، جب کہ عوامی لیگ بنگلہ قوم پرستی کی پرستار ہے، جو دو قومی نظریے کی نفی ہے۔ ● بی این پی، بھارت کے ساتھ برابری کی سطح پر اور بنگلہ دیش کے اقتدارِ اعلیٰ کے تحفظ کی علَم بردار ہے لیکن عوامی لیگ، بھارتی حکومت کے سامنے خود سپردگی اور تابع مہمل رہنے کے لیے بے تاب ہے۔

یہ ہیں وہ نظریاتی اختلافات، جن کے نتیجے میں جماعت اسلامی اور بی این پی آپس میں حلیف ہیں اور عوامی لیگ ان کی دشمنی کے لیے ہر لمحے اور ہر قیمت پر مائل بہ جنگ۔

---

۵ سالہ خریدار بنیے

اس میں آپ کا فائدہ ہی فائدہ ہے، ۱۰۰۰ روپے سے زیادہ کی بچت اور سہولت!
اور ۴ دفعہ کی پریشانی سے نجات!

صرف ۱۵۰۰ روپے میں قیمتی نگارشات پر مشتمل ۶۷۲۰ صفحات یعنی ایک روپے میں ۴½ صفحات

● ۶۰ شمارے ۲۱۰۰ روپے کے بجائے ۱۵۰۰ روپے میں = ۶۰۰ روپے
● ۴ دفعہ ترسیل زر یا وی پی کے اخراجات ۵۰x۴ = ۲۰۰ روپے
● قیمت میں متوقع اضافہ ۵ روپے x۴۰ = ۲۰۰ روپے

کُل: ۱۰۰۰ روپے کی بچت

اور چار دفعہ زر سالانہ بھیجنے میں جو فکر کریں، وقت لگائیں، اس کی بچت، اپنی حیثیت کے مطابق قیمت آپ خود لگائیں

درست فیصلہ کیجیے ___ اور آج ہی کیجیے!

پبلک لائبریریوں، تعلیمی اداروں، جیلوں کے لیے ہدیہ کیجیے
آیندہ ماہ نفع زیادہ ہے، ۷۰ گنا سے زیادہ اجر کا۔ ضائع نہ کیجیے گا

ترسیلِ زر کے لیے: ۳۳-زینب پارک، نزد منصورہ، لاہور-۵۴۷۹۰_فون: ۳۵۴۲۷۹۱۶-۰۴۲- فیکس: ۳۵۴۲۷۹۱۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پرہیز علاج سے بہتر ہے لیکن پرہیز صحیح اور مستند معلومات کے بغیر ممکن نہیں

- کیا آپ اپنی بیماری کی نوعیت کو سمجھنا چاہتے ہیں؟
- شوگر آنکھوں کو کیا نقصان پہنچاتی ہے؟ اِس سے بچاؤ کا کیا طریقہ ہوسکتا ہے؟
- کیا عینک اُتر سکتی ہے؟
- لیزر سے عینک اُتارنے کا آپریشن کیسے کیا جاتا ہے؟
- کیا آپ کو لیزر لگوانے کا مشورہ دیا گیا ہے اور آپ کو سمجھ نہیں آرہی کہ لگوائیں یا نہ لگوائیں؟

ڈاکٹر آصف کھوکھر آئی سرجن

ایم بی بی ایس (پنجاب) ایم سی پی ایس (آئی) ایم اے (علوم اسلامیہ)

Email: drasifkhokhar@hotmail.com

اس طرح کے سوالوں کے جواب اور جدید ترین طریقہ ہائے علاج سے متعلق معلومات کے لیے

مندرجہ ذیل ویب سائٹ کا مطالعہ کریں

www.drasifkhokhar.com

آنکھوں کی بیماریوں سے متعلق اُردو کی واحد ویب سائٹ

گھر بیٹھے علاج

اب آپ کراچی سمیت دیگر شہروں میں بھی ڈاکٹر سید مبین اختر اور دیگر ماہرین نفسیات سے فون اور کمپیوٹر پر علاج کرواسکتے ہیں!!

اپنی فیس براہ راست جمع کروائیں:

- اومنی: اکاؤنٹ نمبر: 0344-2645551
- ایزی پیسہ: اکاؤنٹ نمبر 03442645552-2
- بینک اکاؤنٹ نمبر: Bank Account: 661-3-M.C.B (Hadi Market Branch)
- فون کریں: 111-760-760
- Skype Address: kph.vip

برانچیں:

اسی طریقے سے ادویات بھی آپ کے گھر پہنچائی جاسکتی ہیں۔

کراچی نفسیاتی ہسپتال

مرکز: B-1/14 ناظم آباد نمبر 3، کراچی 021-36708092, 021-36616837 حیدرآباد: B-81 بلاک "A" لطیف آباد نمبر 4، حیدرآباد 021-3812534

رمپا: رمپا پلازہ ایم اے جناح روڈ، کراچی 021-32720414, 021-32721504 شعبہ خواتین: F-4، 12/13 ناظم آباد، کراچی 021-36684503

مردانہ وارڈ: G-18 بلاک "B" ناظم آباد، کراچی 021-36646648, 021-36644841 لانڈھی: السید سینٹر قائد آباد لانڈھی

© rasailojaraid.com